ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE: 2789-8784

ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com

ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.6,Issue No.4 (2024)
(October to December)

خواتین میں تصوف، این میری شمل کی نظر میں

Women in Sufism from the Perspective of Annemarie Schimel

اقصیٰ شفیق

پی ایچ۔ڈی اُردو اسکالر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

ڈاکٹر رابعہ سرفراز

چیرپرسن، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Aqsa Shafique
Ph.D Scholar, Department of Urdu, Govt. College University, Faisalabad
Dr. Rabia Sarfraz (Corresponding author)
Chairperson, Department of Urdu, Govt. College University, Faisalabad

Abstract:
Annemarie Schimel, a renowned Western orientalist, conducted profound research on Islamic mysticism, particularly focusing on the role of women. Her writings highlight the lives, spiritual contributions, and roles of female mystics within the Islamic Sufi tradition. Schimel examined the role of women in Sufism from various perspectives, emphasizing that women were not only significant spiritual guides but also played a pivotal role in strengthening Sufi movements. Her research particularly focuses on figures like Rabia Basri, a revered female mystic who symbolizes divine love and spiritual enlightenment. According to Schimel, women in Sufism exemplified principles of love, sacrifice, and service. She also acknowledged their spiritual poetry and religious experiences as integral aspects of Islamic culture. Her studies stress that female mystics influenced not only religious but also social dimensions significantly. Schimel's writings shed light on the importance of women in Sufism, offering a comprehensive understanding of Islamic mysticism and the profound contributions of women within this spiritual tradition.

Keywords: Annemarie Schimel, Orientalist, Sufism, Islamic Mysticism, Female Mystics, Rabia Basri, Bahriyya al Mausuliyya, Rihana al Waliha, Role in Sufism.

این میری شمل(Annemarie Schimel)، ایرانیات، اقبالیات، سندھیات اور علومِ مشرق کی ماہر اسلامی تہذیب کی معروف محقق اور معروف مستشرق جرمنی کے شہر ایرفورٹ (ساکسنی) میں اپریل ۱۹۲۲ء کو پیدا ہوئیں۔ انیس برس کی عمر میں بون یونیورسٹی سے مملوک مصر میں "خلیفہ اور قاضی کے رُتبہ" کے عنوان پر پی ایچ۔ڈی کی۔ اُن مستشرقین کے برعکس (جو اسلام میں خامیاں اور اس کا مغربی تہذیب سے تصادم تلاش کرتے رہتے ہیں) یہ ایسی محقق تھیں جنھوں نے اسلام کا مطالعہ اور تحقیق اُس کے تخلیقی جوہر اور دانش کو ڈھونڈنے کے لیے کیا۔

این میری شمل ۱۹۵۸ء میں متعدد بار پاکستان گئیں وہ پاکستان کو اپنا دوسرا گھر قرار دیتی تھیں۔ انھوں نے پاکستان میں اقبالیات، تصوف اور علومِ شرقیہ پر متعدد لیکچر دیئے۔ ان کو جرمن زبان کے علاوہ عربی، فارسی اور ترکی سمیت متعدد مشرقی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ انھیں پاکستان کے علاقائی زبانوں، سندھی، سرائیکی اور پنجابی سے بھی شغف تھا۔ این میری شمل کی انگریزی اور جرمن شاعری کے دو مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں جس سے ان کی تخلیقی اور دانشورانہ تنوع کا پتا چلتا ہے۔ این میری شمل سو سے زیادہ کتب کی مصنف تھیں۔ ان کی چند مشہور کتب کے نام یہ ہیں: محمد رسول اللہ ﷺ، Studies in the History of Religions، رقصِ شرر، The Triumphal Sun، And Muhammad is his Messenger، My Soul is a Woman The Feminine In Islam۔ یہ ہارورڈ اور بون یونیورسٹیوں میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتی رہیں۔ ۱۹۵۳ء سے وہ انقرہ یونیورسٹی میں بھی پانچ سال تک وابستہ رہیں۔ اس دوران انھوں نے ترکی زبان میں کتابیں لکھیں اور علامہ اقبال کے کلام جاوید نامہ کا ترکی میں ترجمہ کیا۔ ان کی بیشتر کتب اور مضامین تصوف کے موضوع پر ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے مسلمان مفکروں اور شاعروں کی سیکڑوں کتب کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا۔ ان کا گھر اسلام کے نایاب مخطوطات سے بھرا ہوا تھا جس میں سے بہت سے نسخے انھوں نے بون یونیورسٹی کو دے دیئے۔ انھوں نے برصغیر پاک و ہند میں اسلام پر بھی ایک گراں قدر کتاب لکھی۔

انھوں نے علامہ اقبال کی شاعری کے مجموعوں بانگِ درا، پیامِ شرق اور جاوید نامہ کا ترکی میں ترجمہ کیا۔ این میری شمل نے علامہ اقبال کے مذہبی خیالات کے مطالعے پر مبنی ایک کتاب "جبرائیل کے پر" کے عنوان سے لکھی جسے اقبالیات میں ایک اہم کتاب شمار کیا جاتا ہے۔ حکومتِ پاکستان نے انھیں اقبالیات پر ان کے کام کے اعتراف میں ۱۹۸۸ء میں عالمی صدارتی اقبال ایوارڈ دیا۔ اُن کی خدمات کے اعتراف میں دُنیا کے بہت سے اسلامی اور مغربی ملکوں نے انھیں لاتعداد انعامات سے نوازا۔ حکومتِ پاکستان نے ۱۹۸۳ء میں انھیں ہلالِ امتیاز اور بعد میں ستارۂ امتیاز دیا۔ لاہور میں نہر کے ساتھ ساتھ چلنے والی سڑک کو عظیم جرمن شاعر گوئٹے کے نام سے منسوب کیا گیا ہے، جب کہ نہر سے پار جو سڑک ہے اس کو این میری شمل کے نام سے منسوب کیا گیا ہے جس کے بارے میں وہ ازراہِ مذاق کہا کرتی تھیں کہ "پاکستانیوں نے میرے مرنے کا بھی انتظار نہیں کیا۔" حکومتِ پاکستان نے ان کے نام سے ایک وظیفہ بھی جاری کیا۔ انھوں نے ۲۶ جنوری ۲۰۰۳ء کو بون (جرمنی) میں وفات پائی۔ (۱) رقصِ شرر (جس کے مترجم قاضی افضال حسین ہیں) کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

> "پروفیسر انّ میری شمل کی چار مضامین پر مشتمل زیرِ نظر کتاب تحسینِ غالب اسی روایت کی ایک کڑی ہے۔ یہ مضامین خود مصنفہ کے مطابق غالب صدی تقریبات کے سلسلے میں دہلی اور کراچی میں دیئے گئے لیکچرز کی بنیاد پر لکھے گئے کتاب کا تعارف جو تقریباً سترہ صفحات پر مشتمل ہے۔ خود ایک باقاعدہ مضمون کی حیثیت رکھتا ہے جس میں پروفیسر شمل نے غالب کی زندگی اور زمانے کے ضروری پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔" (۲)

تصوف کا لفظ اس طریقہ کار یا اسلوب عمل کے لیے اختیار کیا جاتا ہے جس پر کوئی صوفی (جمع صوفیا) عمل پیرا ہو۔ اسلام سے قربت رکھنے والے صوفی لفظ تصوف کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ تصوف کو قرآنی اصطلاح میں تزکیۂ نفس اور حدیث کی اصطلاح میں احسان کہتے ہیں۔ تصوف کا لفظ، اسلامی ممالک (بطورِ خاص برصغیر) میں رُوحانیت، ترکِ دنیاداری اور اللہ سے قربت حاصل کرنے کے مفہوم میں جانا جاتا ہے اور مسلم علما میں اس سے معترض اور متفق دونوں اقسام کے طبقات پائے جاتے ہیں۔ کچھ کے خیال میں تصوف

شریعت اور قرآن سے انحراف کا نام ہے اور کچھ اسے شریعت کے مطابق قرار دیتے ہیں۔ اس لفظ تصوف کو متنازع کہا بھی جا سکتا ہے اور نہیں بھی، اس کی وجہ یہ ہے کہ جو اشخاص خود تصوف کے طریقہ کار سے متفق ہیں وہ اس کو رُوحانی پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے قرآن و شریعت سے عین مطابق قرار دیتے ہیں اور جو اشخاص تصوف کی تکفیر کرتے وہ اس کو بدعت کہتے ہیں اور شریعت کے خلاف قرار دیتے ہیں یعنی ان دونوں افراد کے گروہوں کے نزدیک تصوف کوئی متنازع شے نہیں بلکہ ان کے نزدیک تو معاملہ صرف توقیر اور تکفیر کا ہے۔ دوسری جانب وہ افراد عالم یا محققین ہیں جو مسلمانوں میں موجود تمام فرقہ جات کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے تصوف کا مطالعہ کرتے ہیں۔(۳) بقول ڈاکٹر محمد طاہر القادری:

> "تصوف اللہ ربّ العزت سے ایسی بے لوث اور بے غرض دوستی اور محبت کا نام ہے جو نہ صرف دینوی لالچ بلکہ اخروی طمع سے بھی یکسر پاک ہو۔"(۴)

اسلامی تصوف میں عورتوں کا کردار ہمیشہ سے اہم رہا ہے لیکن ان کی خدمات کو زیادہ نمایاں نہیں کیا گیا۔ تصوف کا مقصد انسان کے اندر اللہ کی محبت اور قربت پیدا کرنا ہے اور عورتیں اس راستے پر چلنے میں مردوں کے ساتھ برابر کی شریک رہی ہیں۔ تصوف میں عورتوں کا ذِکر ابتدائی دور سے ملتا ہے۔ یہ خواتین دُنیاوی خواہشات سے دُور رہ کر اللہ کی محبت میں سرشار تھیں۔ ان کا سفر زہد، عبادت اور نفس کی پاکیزگی پر مبنی تھا۔ خواتین صوفیاء اکرام تصوف کی تاریخ کا ایک نہایت اہم اور رُوحانی پہلو ہیں۔ ان خواتین نے اللہ کی محبت، قربت اور اطاعت کے ذریعے رُوحانی بلندیوں کو چھوا اور اپنی زندگی کو اللہ کی رضا کے لیے وقف کیا۔ تصوف کے اس سفر میں ان کی عبادات، تعلیمات اور مثالی کردار نے انھیں منفرد مقام عطا کیا۔

خواتین صوفیہ کا سب سے نمایاں پہلو اللہ سے بے لوث محبت ہے۔ ان کے لیے عبادت کا مقصد جنت یا جہنم کا خوف نہیں بلکہ خالصتاً اللہ کی محبت تھی۔ تصوف میں خواتین نے دُنیاوی آسائشوں کو ترک کر کے زہد کو اپنایا۔ ان کی زندگی سادگی اور اللہ پر توکل کی بہترین مثال تھی۔ خواتین صوفیاء اکرام عبادت اور ذکرِ الٰہی میں بہت وقت صرف کرتی تھیں ان کا یقین تھا کہ ذکر اللہ کے قریب لے جانے کا سب سے بہترین راستہ ہے۔

عورتوں میں تصوف کے بارے میں این میری شمل (Annemarie Schimel) نے اپنی مختلف کتب خاص طور پر "My soul is a woman" کے دوسرے باب "Women in Sufism" اور دیگر تحریروں میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ شمل نے اس موضوع پر گہرا مطالعہ کیا ہے اور صوفی خواتین کی رُوحانی بلندیوں اور کردار کو اُجاگر کیا ہے۔ ان کے نزدیک عورتیں تصوف میں ایک منفرد مقام رکھتی ہیں کیونکہ وہ اللہ کی محبت اور قربت کے تصور کو گہرائی اور خلوص کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔ این میری شمل کے نزدیک عورتیں اپنی فطرت کے لحاظ سے زیادہ حساس اور اللہ کی محبت کو سمجھنے کی اہل ہیں وہ کہتی ہیں کہ صوفی خواتین کی عبادات اور رُوحانی تجربات میں ایک گہری قربانی اور محبت کا پہلو موجود ہے جو تصوف کے بنیادی اصولوں سے ہم آہنگ ہے۔

حضرت رابعہ بصری بصرہ کے رہنے والی، ابتدائی صوفی خواتین میں سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ حضرت رابعہ بصری کی زندگی دُنیاوی خواہشات سے کنارہ کشی اور مکمل اللہ پر توکل کی مثال ہے۔ حضرت رابعہ بصری (رابعہ العدویہ) تصوف کی تاریخ میں عشقِ الٰہی اور زُہد و تقویٰ کی سب سے بڑی علامت سمجھی جاتی ہیں۔ وہ آٹھویں صدی عیسوی میں بصرہ، عراق میں پیدا ہوئیں۔ آپ کا شمار ابتدائی صوفیاء اکرام میں ہوتا ہے اور آپ نے عشقِ حقیقی اور اللہ کی عبادت کے فلسفے کو نئی جہت دی۔ ڈاکٹر محمد حفظ الرحمٰن لکھتے ہیں:

"شیخ فرید الدین عطار "تذکرۃ الاولیاء" میں فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت رابعہ بصری ایک پہاڑ پر گئیں، دیکھتے ہی دیکھتے ہرن، خرگوش اور دوسرے جانور آپ کے گرد جمع ہو گئے اور آپ کو دیکھنے لگے۔ اتنے میں حضرت حسن بصری وہاں آئے ان کو دیکھتے ہی تمام جانور بھاگ نکلے جس پر خواجہ حسن بصری بہت حیران ہوئے اور حضرت رابعہ بصری سے اس کی وجہ پوچھی۔ انھوں نے پوچھا کہ آپ آج کیا کھا کر آرہے ہیں؟ حضرت خواجہ نے جواب دیا کہ وہ گوشت روٹی کھا کر آرہے ہیں یہ سن کر حضرت رابعہ بصری نے کہا: جب آپ ان کا گوشت کھاؤ گے تو پھر وہ آپ سے مانوس کس طرح ہو سکتے ہیں۔ انھیں پھر بھاگنا ہی ہے نا!" **(۵)**

حضرت رابعہ بصری کی ہم عصر مریم البصریہ بھی اہلِ تصوف میں اعلیٰ مقام پر فائز تھیں۔ این میری شمل نے اپنی کتاب "My soul is a woman" کے دوسرے باب "Women in Sufism" میں مریم البصریہ کا (ابتدائی صوفی خواتین میں ایک نمایاں شخصیت کے طور پر) ذکر کیا ہے۔ شمل لکھتی ہیں کہ مریم البصریہ کو بعض اوقات "اسلام کی پہلی صوفی خاتون" کہا جاتا ہے۔ ان کا تعلق زہد اور ابتدائی صوفی روایات سے تھا جو بعد میں اسلامی تصوف کی بنیاد بنیں۔

حضرت رابعہ بصری جو تصوف کی عظیم شخصیات میں شمار ہوتی ہیں ان کی زندگی کے کئی واقعات ان کی بے پناہ محبتِ الٰہی اور اخلاص کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک مشہور واقعہ "جنت اور دوزخ" کے حوالے سے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دن لوگوں نے حضرت رابعہ بصریؒ کو دیکھا کہ وہ ایک ہاتھ میں پانی کا برتن اور دوسرے ہاتھ میں آگ کی مشعل اُٹھائے جا رہی ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کہاں جا رہی ہیں اور یہ سب کیوں لے جا رہی ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا میں اس پانی سے دوزخ کی آگ کو بجھانا چاہتی ہوں اور اس آگ سے جنت کو جلانا چاہتی ہوں تا کہ خدا کی عبادت کرنے والے جنت کی لالچ یا دوزخ کے خوف کے بجائے صرف اللہ کی محبت کے لیے اس کی عبادت کریں۔ "My soul is a woman" کے دوسرے باب "Women in Sufism" سے اقتباس ملاحظہ ہو:

> "Basra with a bucket of water in one hand and a burning torch in the other, and when asked about the reason behind her actions, she replied: "I want to pour water into hell and set paradise on fire, so that these, two veils disappear and nobody shall any longer worship God out of a fear of hell or a hope of heaven, but solely for the sake of his eternal beauty." **(4)**

رابعہ بصری تصوف میں بہت سے مردوں کی نسبت اعلیٰ مقام پر فائز تھی۔ اس کو Crown of men کہا جاتا ہے۔ رابعہ بصری کے بہت سے معجزات ہیں جن میں سے ایک اہم معجزہ یہ ہے کہ آپؒ کی اُنگلیاں رات کی تاریکی میں چمکتی تھیں اور جب حج کے لیے مکہ گئیں تو کعبہ کی طرف جھکا تھا۔ آپ نے دُنیاوی زندگی کو ترک کر رکھا تھا حتیٰ کہ شادی تک نہ کی تھی۔ رابعہ بصری کہتی تھیں کہ اللہ کی خوبصورتی و موجودگی انسان کے دل کے اندر ہوتی ہے نہ کہ کہیں اور انسان کو اپنے Inner self کو اچھا کرنا چاہیے۔ این میری شمل اپنی کتاب "My soul is a woman" میں لکھتی ہیں:

> "Rabia has also been credited with countless miracles: her fingertips glowed like lamps at night and the Kaaba came toward her when she made her pilgrimage. (a source of understandable annoyance for another Sufi). She rejected all earthly ties, including marriage and

hovered in the air on her prayer rug. She remained in her chamber one beautiful spring day and this prompted her maidservant to urge her to go outside and admire God's glorious creation. Rabia is said to have replied that the beauty of God is within, whereas what one can see outside is only a reflection of inner beauty." **(7)**

رابعہ بصری کہتی تھیں کہ محبتِ الٰہی میں انسان کو بہت سی تکالیف اور اذیتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ چشتیہ سلسلہ کے صوفی قطب الدین بختیار کاکی کا بھی یہی کہنا تھا۔ "My soul is a Woman" سے اقتباس درج ذیل ہے:

"It was precisely this, Rabia's emphasis on leve's affiliation and pain that the Indian Chishti saint Qutbuddin Bakhtiyar Kaki wrote about in 1235." **(8)**

حضرت رابعہ بصری ہی اہلِ تصوف میں نہیں تھیں بلکہ ان سے پہلے آپ ﷺ کی رشتہ دار اُم حرم بھی تھیں جو صوفی خواتین میں شمار ہوتی تھیں، جن کا بہت مقام تھا۔ "Women in Sufism" سے اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"Rabia was not the only pious ascetic to devote herself completely to the love of God. A female relative of the Prophet, Umma Haram was already supposed to have participated with ardent enthusiasm in the first Muslim expedition against cypress and is said to have fallen in battle as a martyr in the Holy war." **(9)**

این میری شمل نے اپنی کتاب "My soul is a Woman" میں "بحریہ الموصلیۃ" کا ذکر ان ابتدائی صوفی خواتین میں کیا ہے جو اپنی رُوحانی گہرائی اور تقویٰ کے لیے مشہور تھیں۔ شمل کے مطابق بحریہ الموصلیۃ کو ان خواتین میں شامل کیا جاتا ہے، جنھوں نے زہد اور تصوف کی روایت میں اپنی جگہ بنائی۔ وہ خواتین جو اپنی عبادت اور رُوحانی تجربات کے ذریعے خدا کے قریب ہونے کی کوشش کرتی تھیں۔ یہ ان کی نمایاں مثال ہیں۔ شمل لکھتی ہیں کہ بحریہ الموصلیۃ کی زندگی کا سب سے اہم پہلو ان کی عاجزی، دُنیاوی معاملات سے کنارہ کشی اور خدا سے گہرا تعلق تھا۔ ان کا زُہد اور رُوحانی زندگی بعد کے صوفی مرد و خواتین کے لیے ایک مثال بنی۔

بحریہ ال موصلیہ (Bahriyya al Mausuliyya) ایک صوفی عورت تھی جس نے اللہ کی یاد میں رو رو کر خود کو اندھا کر لیا اور کہا کہ دُنیاوی بینائی سے اندرونی بینائی اللہ کے جلوہ کو دکھاتی ہے۔ "Women in Sufism" سے اقتباس درج ذیل ہے:

"We also know of Bahriyya al-Mausuliyya, who wept herself blind. This is a common motif, for it was felt that physical better, especially because, as it was later believed the eye is no longer a veil between the person looking and the one being looked at." **(10)**

ریحانہ الوالیحہ (Rihana al-Waliha) بھی ایک صوفی خاتون تھی۔ ان کے بارے میں شمل لکھتی ہیں کہ وہ مستقل مزاجی میں رہتی تھیں۔ "Women in Sufism" سے اقتباس درج ذیل ہے:

"Rihana al-Waliha lived in constant ecstasy." **(11)**

امات الجلیل بھی ایک صوفی عورت تھیں جو کہا کرتی تھی کہ انسان کے اندر خوفِ خدا کے علاوہ کوئی اور خوف وڈر نہیں ہونا چاہیے۔ "Women in Sufism" سے اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> "The woman who composed this little verse would probably have agreed with Amat al Jalil, a barely known early Sufi, who said; "The saint knows no instant in which he is occupied with anything other than God. If someone were to attribute another occupation to a saint, he i lying." **(12)**

این میری شمل نے شعوانہ کو ایک نمایاں صوفی خاتون کے طور پر پیش کیا ہے جو اپنی رُوحانی بصیرت اور اللہ سے قربت کے لیے معروف تھیں اور اللہ کی یاد میں روتی رہتی تھیں۔

"My soul is a Woman" میں این میری شمل لکھتی ہیں:

> "Sha'wana is another interesting figure among the early ascetics; She is also famous for her incessant weeping." **(13)**

آمنہ الرملیہ (Amina al Ramliyya) ایک مشہور صوفی خاتون تھیں جو ابتدائی اسلامی دور میں زُہد اور تصوف کی دُنیا میں اپنی رُوحانی بصیرت کے لیے مشہور ہوئیں۔ آمنہ الرملیہ کا تعلق زُہد و تقویٰ کے اس سلسلے سے تھا جو دُنیاوی خواہشات کو ترک کر کے اللہ کی رضا اور قربت حاصل کرنے پر زور دیتا تھا۔ ان کی شخصیت اور تعلیمات تصوف کی ابتدائی روایت کے اس پہلو کی نمائندگی کرتی ہے، جو اللہ سے عشق اور مکمل سپردگی پر مبنی تھا۔

معاذہ (Mu'adha al-Adawiyya) بھی ایک مشہور ابتدائی صوفی خاتون تھیں جو زہد و تقویٰ کے لیے جانی جاتی ہیں۔ وہ حضرت رابعہ بصریؒ کی ہم عصر تھیں اور اپنی رُوحانی گہرائی اور اللہ سے قربت کے لیے معروف تھیں۔ معاذہ کا تعلق بصرہ سے تھا جو اس وقت زُہد اور تصوف کا اہم مرکز تھا۔ معاذہ اپنی سادگی، عبادت میں خشوع اور اللہ کے لیے بے پناہ عشق کے لیے مشہور تھیں۔ وہ رات بھر عبادت کرتیں اور دن کے وقت روزہ رکھتیں۔ ان کے اقوال اور اعمال اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ انھوں نے دُنیاوی خواہشات کو ترک کر کے اپنی زندگی مکمل طور پر اللہ کے لیے وقف کر دی تھی۔ شمل کے مطابق معاذہ ان ابتدائی خواتین صوفیاء میں شامل ہیں جنھوں نے تصوف کی رُوحانی روایت کو نہایت گہرائی سے متاثر کیا ہے۔ معاذہ کہا کرتی تھیں کہ قبر کی نیند دُنیا کی نیند سے بہت بہتر ہے۔ "Women in Sufism" سے اقتباس ملاحظہ ہو:

> "Mu'adha deprived herself of as much rest as was humanly possible, for the very thought of the long sleep of the grave was enough to keep her awake."**(14)**

زیادہ تر صوفی خاتون غیر شادی شدہ تھیں جب کہ کچھ شادی شدہ صوفی خاتون بھی تھیں جن میں فاطمہ نیشاپوری کا نام نمایاں ہے۔ فاطمہ نیشاپوری کا تعلق ان خواتین سے تھا جو اپنی پاکیزہ زندگی عبادات اور رُوحانی بصیرت کے لیے مشہور تھیں۔ وہ اپنے وقت کے مشہور صوفیاء سے متاثر تھیں اور ان کے درمیان ایک روحانی مقام رکھتی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ معرفتِ الٰہی اور اللہ کے قرب کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر چکی تھیں اور دُنیاوی خواہشات سے کنارہ کشی اختیار کر رکھی تھی۔

رابعہ بنتِ اسماعیل بھی شادی شدہ صوفی خاتون تھیں۔ آپ نے اپنی ساری دولت اللہ کے راستے پر قربان کر دی تھی اور ساری زندگی نماز، روزے میں گزار دی اور اپنے خاوند کی دوسری بیگمات کی خدمت میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ "Women in Sufism" سے اقتباس درج ذیل ہے:

> "Rabia bint Ismail, wife of the, Sufi Ahmad ibn Abi al-Hawari, also deserves mention here. As a widow he wanted to turn the money she had inherited as well as that which she earned herself to good use, and thus offered her hand in marriage to the above named Sufi, with whom she then established a platonic union. She spent her time in prayer and fasting all the while caring and providing for Ahmad and his other wives." **(15)**

الحکیم الترمذی کی بیگم بھی ایک صوفی خاتون تھیں۔ میاں بیوی تصوف کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ "Women in Sufism" سے اقتباس درج ذیل ہے:

> "The wife of the renowned "Theosophist" al-Hakim al-Tirmidhi is particularly interesting. His autobiography reports of his habit of telling her his dreams and visions because she could be relied on to understand their significance. He also relates how an angel told her that both she and her husband had attained the same spiritual rank." **(16)**

خواتین صوفیاء اکرام نے اپنی زندگیوں کے ذریعے یہ پیغام دیا کہ اللہ کی محبت اور اطاعت پر مخلوق کا حق ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت ان کی زندگیاں نہ صرف خواتین کے لیے بلکہ ہر اُس شخص کے لیے مشعلِ راہ ہیں جو اللہ کے قریب ہونا چاہتا ہے۔

این میری شمل کی نظر میں تصوف نے خواتین کو رُوحانی اور سماجی ترقی کا موقع دیا جہاں وہ مردوں کے ساتھ مساوی طور پر رُوحانی منازل طے کر سکتی تھیں۔ تصوف میں عورتوں کا کردار محبت، قربانی اور فنافی اللہ کا عملی مظہر تھا۔ شمل نے صوفی خواتین کو اسلام کی رُوحانی تاریخ کا ایک اہم پہلو قرار دیا اور ان کی خدمات کو بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا۔

حوالہ جات

1. 10th Anniversary of the death of Annemarie Schimel searching for the inner life of Islam. Qantara de Qantara de Dialogue with the Islamic world. 24 January 2013 retrived 4 november 2020.

۲۔ انّ میری شمل، پروفیسر، رقصِ شرر، مترجم: قاضی افضال حسین، نئی دہلی: غالب اکیڈمی، ۲۰۰۱ء، ص:۵

3. https:\\ur.m.wikipedia.org\wiki\%D8%AA%D8%B5%D9%88%D9%81

۴۔ محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، حقیقتِ تصوف، لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء، ص:۸۲

۵۔ محمد حفظ الرحمٰن، ڈاکٹر، حضرت رابعہ بصری حالاتِ زندگی اور تصوف، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۹ء، ص:۹۱

6. Annemarie Schimmel, My Soul is a woman the Feminine in Islam), Translated by: Susan H. Ray, New York, The Continuum Publishing Company, 1997, P: 34,35

۷۔ ایضاً، ص:۳۶۔۳۵

۸۔ ایضاً، ص:۳۷

۹۔ ایضاً، ص:۳۷

۱۰۔ ایضاً، ص:۳۸

۱۱۔ ایضاً، ص:۳۸

۱۲۔ ایضاً، ص:۳۹

۱۳۔ ایضاً، ص:۳۹

۱۴۔ ایضاً، ص:۳۹

۱۵۔ ایضاً، ص:۴۰

۱۶۔ ایضاً، ص:۴۱

References in Roman Script

1. 10th Anniversary of the death of Annemarie Schimmel searching for the inner life of Islam. Qantara de Qantara de Dialogue with the Islamic world. 24 January 2013 retried 4 November 2020.
2. Ann Meri Shimal,Professor, Raqs-e-Sharrer,Mutram, Qazi Afzal Hussain,Nai Dehli,Ghalib Academy,2001,p:5
3. https:\\ur.m.wikipedia.org\wiki\%D8%AA%D8%B5%D9%88%D9%81
4. Muhammad Tahir Ul Qadri,Dr, Haqiqat-e-Taswar,Lahore, Minhaj Ul Quram Punblications,2000,P:86

5. Muhammad Hafiz Ur Rehman, Dr., Rabia Basri Halat-e-Zindgi aur Tasawuf, Delhi, Educational Publishing House,2019, P:91

6. Annemarie Schimel, My Soul is a woman the Feminine in Islam), Translated by: Susan H. Ray, New York, The Continuum Publishing Company, 1997, P: 34,35

7. Ibid, P:35-26

8. Ibid, P:37

9. Ibid, P:37

10. Ibid, P:38

11. Ibid, P:38

12. Ibid, P:39

13. Ibid, P:39

14. Ibid, P:39

15. Ibid, P:40

16. Ibid, P:41